اِنتقادْ

تاریخ دولتِ فاطمیہ: "فاطمی عہد کی تہذیبی، تعلیمی، علمی، ثقافتی اور تمدنی تاریخ کا مکمل جائزہ"۔ از سید رئیس احمد جعفری۔ ناشر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور۔ قیمت سفید کاغذ بارہ روپے، نیوز پرنٹ نو روپے۔

بنو امیہ کے اقتدار کے خلاف جو خفیہ تحریک شروع کی گئی تھی، گو اس میں نام تو "آلِ محمدؐ" کا لیا گیا اور اسی کو برسرِ اقتدار لانا اس کا مقصد بتایا گیا۔ لیکن اس تحریک کے بانی عباسی تھے اور اس کی کامیابی پر انہیں کو خلافت ملی۔ اپنی اس حق تلفی پر منصور عباسی کے خلاف آلِ علی کے دو اماموں نے علم بغاوت بلند کیا۔ لیکن انہیں شکست ہوئی اور دونوں شہید کر دیئے گئے۔ اس پر شیعوں کا فرقہ اثنا عشری تو خاموش ہو گیا لیکن اُن کے چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق کے فرزند اسماعیل کے صاحب زادے امام محمدؒ سے جسے "محمد المکتوم" کا نام دیا گیا۔ ایک ایسی دعوت کی بنیاد پڑی، جس نے پوری اسلامی دنیا میں نہ صرف فکری و نظریاتی طور پر، بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی ہلچل ڈال دی۔ یہ دعوت جسے اسماعیلی کہتے ہیں، اور اسے باطنیہ کا نام بھی دیا گیا ہے، عباسی خلافت کے عہد میں خفیہ طور پر پھیلتی رہی۔ اور پھر ایک وقت آیا کہ اس نے پہلے شمالی افریقہ میں اور بعد میں مصر میں اپنی مستقل خلافت قائم کر لی، جو اتنی ہی باعظمت اور شاندار نتائج کی حامل تھی، جتنی کہ اُموی، عباسی اور اسپین کی اموی خلافتیں۔ زیرِ نظر کتاب میں اسی خلافتِ فاطمیہ کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

اموی بزورِ شمشیر مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تھے۔ عباسیوں نے "آلِ محمدؐ" کے نام سے فائدہ اُٹھایا۔ اور عربوں کی غلط عصبیت کا غیر عربوں میں جو شدید ردِ عمل ہو رہا تھا، اُسے ذریعہ بنا کر اُمویوں کو اقتدار سے محروم کر دیا۔ لیکن فاطمیوں نے اپنی دعوت کی بنیاد ایک فکر پر رکھی، اور اس کے داعی دنیائے اسلام کے

ہر حصے میں پھیل گئے۔ چناں چہ جہاں وہ مصر میں فاطمی خلافت کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوئے، وہاں اُن کے افکار و خیالات نے مسلمانوں کے ذہن پر گہرے اثرات ڈالے۔

عباسی دعوت کی طرح اس فاطمی دعوت کا خفیہ مرکز بھی شام تھا۔ جہاں سے اُس کے داعی دور دراز ملکوں میں جاتے اور اپنے امام کے حق میں پروپیگنڈا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک داعی کو سرزمینِ مغرب میں بڑی ساز گار فضا ملی، اور وہاں بعض قبائل اس دعوت پر ایمان لے آئے۔ ۲۹۰ھ میں امام عبیداللہ المہدی شام سے مغرب پہنچتے ہیں، اور اس طرح خلافتِ فاطمی کا آغاز ہوتا ہے، بعد میں اس کا مرکز مصر بنتا ہے۔ فاطمی قاہرہ شہر کی تعمیر کرتے ہیں اور جامعہ ازہر اُن کی دعوت کی درس گاہ بنتی ہے، خلافتِ فاطمی کا خاتمہ ۵۶۷ھ میں سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں ہوا۔ اس کے بعد فاطمی یا اسماعیلی پھر مذہبی رنگ اختیار کر لیتے ہیں، اور خاص کر برصغیر پاک و ہند میں انہیں فروغ حاصل ہوتا ہے۔

"تاریخ دولتِ فاطمیہ" میں فاطمی عہد کے جملہ پہلوؤں کا جائزہ تو لیا گیا ہے، لیکن اس جائزے میں کسی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ شروع کتاب میں شیعوں اور پھر شیعوں میں اسماعیلی فرقے کا پورا ذکر کیا جاتا۔ اور بتایا جاتا کہ بنو فاطمہ کو بنو عباس سے کیا شکایت تھی اور یہ کہ منصور اور ہارون نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ نیز اسماعیلی اپنی دعوت کو خفیہ رکھنے پر کیوں مجبور ہوئے، اسماعیلی فکر نے اپنے زمانے میں اسلامی ذہن میں ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ اور ہمارے بہت سے فلسفی اور مفکر اس فکر سے متاثر بھی ہوئے۔ مصنف نے ان امور پر کہیں بھی ایک جگہ بحث نہیں کی۔ کتاب کے اکثر ابواب دو دو تین تین صفحات سے زیادہ نہیں اور اتنے ہی ان ابواب کے حواشی اور ماخذ ہیں۔ سب سے قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک کتاب میں کوئی ترتیب نہیں۔

"حرفِ آغاز" میں مصنف لکھتے ہیں:۔ "لیکن فاطمی حکومت نے جب بلادِ مغرب (افریقہ) میں صقلیہ (سسلی) میں اور مصر میں اپنا پرچم اقبال بلند کیا تو عباسی حکومت جاہ و جلال اور شوکت وحشمت کے ساتھ قائم تھی ...." ص ۱۷

لیکن ص ۲۴۸ میں جہاں فاطمی سپہ سالار جوہر کے مصر پر حملے کا ذکر کرتے ہیں، وہاں ارشاد ہوتا ہے:۔

"اس وقت دولتِ عباسیہ ضعف و انحلال کے آخری درجے پر پہنچی ہوئی تھی، ہر طرف طوائف الملوکی، بغاوت، شورش اور ہنگامہ آرائی کی کارفرمائی تھی ...."

آخر کتاب میں بوہرہ فرقے کی ایک کتاب "عہد فاطمی میں علم و ادب" سے ایک "مستند دستاویز" کے عنوان کا ایک اقتباس ہے جس سے فاطمیوں کے معتقدات کی ایک اجمالی تصویر سامنے آجاتی ہے۔ فاطمیوں کی باطنیت کے بارے میں جو اس قدر غلط باتیں کہی گئی ہیں، اُن کا جواب یوں دیا گیا ہے:-

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اسماعیلیوں نے باطن پر بہت زور دیا ہے اور اہلِ سنت کو اہلِ ظاہر کہا ہے، مگر انہوں نے ظاہر سے کبھی تغافل نہیں برتا جس طرح اُن کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر ظاہر کا باطن ہے، اسی طرح ان کا یہ بھی ایمان ہے کہ ہر باطن کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ ظاہر و باطن دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے، دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے، آپس میں ان دونوں کا ربط جسم و روح کے تعلق کے مانند ہے۔ ان دونوں کے آپس میں لازم و ملزوم رہنے ہی سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، جہاد کی پابندی ہر مومن کے لئے واجب اور فرض ہے۔ ظاہر کی پابندی کے بعد باطن یعنی عبادت عملیہ لازم قرار دی گئی۔ فاطمیوں نے کبھی بھی ابطال عبادت کا ارتکاب نہیں کیا، جیساکہ عام طور سے مورخین نے ان پر الزام لگایا ہے ......"

مصنف نے اس کتاب میں منتشر طور پر جو کچھ جمع کر دیا ہے۔ اگر وہ اُسے ترتیب سے جمع کرتے تو دولتِ فاطمیہ کی تاریخ کے بارے میں اس میں کافی مواد تھا۔

اُردو

انجمن ترقیِ اُردو [پاکستان] کا سہ ماہی رسالہ

انجمن ترقیِ اُردو پاکستان کے منتظمین نے انجمن کے تاریخی سہ ماہی رسالہ "اردو" کو نئے سرے سے جاری کر کے بہت بڑی ادبی خدمت کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ خدا کرے وہ اپنے ان نیک ارادوں میں کامیاب ہوں۔ ہمارے پیشِ نظر اس کا جولائی ۱۹۶۶ء کا شمارہ ہے۔ اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بابائے اُردو مولوی عبدالحق مرحوم نے ایک زمانے میں اس رسالے کا جو معیار قائم کیا تھا، موجودہ ادارۂ تحریر کے ارکان نے اُسے سامنے رکھا ہے۔ اور وہ اس کو صحیح معنوں میں اُسی طرح کا ادبی تحقیقی رسالہ بنانا چاہتے تھے، جیسے کہ وہ کبھی اپنے اچھے دنوں میں تھا۔

سہ ماہی "اُردو" سالہا سال تک اورنگ آباد دکن سے جہاں کہ انجمن ترقیِ اُردو ہند کا دفتر تھا، نکلتا رہا ہے، اِس دور میں "اُردو" نے اُردو زبان کی تحقیق اور اُردو ادب کو رنگ و آب دینے اور نئی معنویت

سے مالا مال کرنے میں جو کام کیا، وہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ زیرِ نظر شمارہ اُس دَور کی یاد تازہ کرتا ہے، اور اس سے اُمید بندھتی ہے کہ وہ اُردو زبان اور اُردو ادب کے سلسلے میں وہ تحقیقی و تخلیقی کردار ادا کر سکے گا۔ جو کسی زمانے میں مولوی عبدالحق صاحب کے "اُردو" نے کیا تھا۔ اُس دَور کا "اُردو" ایک خالص ادبی پرچہ تھا، صحیح معنوں میں ایک بلند پایہ ادبی پرچہ، جس پر کہ ایک زبان بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

اس شمارے میں کئی ایک تحقیقی مضامین ہیں۔ "بادۂ کہن" کے عنوان کے تحت قدیم اُردو شعراء کا کلام دیا گیا ہے۔ ایک غیر مطبوعہ مکتوب سرسید احمد خان کا ہے، جو اُنہوں نے نواب وقار الملک کے نام لکھا تھا اور چونکہ اس میں سرسیدؒ نے نواب صاحب کو بہت تلخ باتیں لکھی تھیں، اس لئے اب تک اسے کسی مجموعے میں عمداً شامل نہیں کیا گیا۔ زیرِ نظر شمارہ میں مرتبین نے یہ خط شائع کر کے ان دونوں بزرگوں کے باہمی تعلقات کے ایک گوشے کو بے نقاب کیا ہے، جس سے ان دونوں کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

مضمون "خطاطی کے چند نادر نمونے" میں انجمن کے بعض نوادر کا تعارف کرایا گیا ہے۔ مضمون کے ساتھ خوش نویسی کی چند وصلیوں کے نمونے بھی شائع کئے گئے ہیں۔

پہلے دَور کے "اردو" کی ایک بہت بڑی خصوصیت اُس کے نئی کتابوں پر تبصرے ہوتے تھے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس شمارے میں جو تبصرے ہیں، اُن میں بہت حد تک وہ تنقیدی روایت قائم رکھی گئی ہے، جو ایک زمانے میں رسالہ "اُردو" کی خصوصیت تھی۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں نئی کتابوں پر تنقید و تبصرہ کا کوئی معیار نہیں رہا اور ایک عام قاری اکثر رسالوں کے تبصرے پڑھ کر کتابوں کے بارے میں صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا۔ ہمیں اُمید ہے رسالہ "اُردو" ادب کی یہ اہم خدمت اپنے ذمے لے گا، اور اس طرح ادب کی صحیح رہنمائی کرنے کا فرض ادا کرے گا۔

رسالے کی قیمت فی پرچہ ساڑھے تین روپے اور سالانہ بارہ روپے ہے۔ ناشر انجمن ترقیِ اُردو۔ بابائے اُردو روڈ، کراچی۔

(م۔ س)

طابع: ظہیر الدین   مطبع: استقلال پریس لاہور
ناشر: ڈاکٹر فضل الرحمٰن۔ ادارہ تحقیقات اسلامی۔ راولپنڈی